مطبوعات

ہمارا قومی نصب العین کیا ہونا چاہیے تالیف خان فضل کریم خانصاحب درانی - بی - اے - ضخامت ۹۶ صفحات قیمت ۱۴ر - ملنے کا پتہ :- حلیم بک ڈپو ۳۷ سانکلی اسٹریٹ - بائیکلا - بمبئی ۸.

ہمارے علمی اور سیاسی حلقوں میں فاضل مصنف اچھی طرح متعارف ہیں - انھوں نے اپنی اس کتاب میں ہندی مسلمانوں کے نصب العین سے بحث کی ہے - پہلے تو انھوں نے ہندوستان کی تاریخی اور جغرافی تقادیر کی روشنی میں یہ تبایا ہے کہ ہمارے لیے پاکستان، سلطنت اندر سلطنت اور تہذیبی منطقوں والی تمام اسکیمیں مضر اور ناقابلِ قبول ہیں - پھر انھوں نے ہندوؤں کی ذہنی کیفیت کا تیزان کی تمدنی اور معاشرتی خصوصیات کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو ملا کر متحدہ قومیت بنانے کا تصور تو درکنار ان دونوں قوموں کی تہذیبی فطرتوں میں ایسا بعد المشرقین ہے کہ سرے سے کسی طرح کا اتحاد ممکن ہی نہیں اور جو مسلمان زعماء اپنی قوتوں کو اس شئے نایافتنی کے حصول میں خرچ کر رہے ہیں وہ گویا قضائے مبرم سے لڑ رہے ہیں، اور ان کا یہ کہنا کہ مسلمان بغیر ہندو کا سہارا لیے آزادی کی نعمت کسی طرح حاصل نہیں کر سکتے، انتہائی بزدلی، دوں ہمتی اور حقیقت ناشناسی پر دلالت کرتا ہے - آخر میں انھوں نے بتایا ہے کہ مسلمانوں کے لیے اس وقت ایک اور صرف ایک نصب العین ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ سارے ہندوستان پر بلا شرکت غیرے اپنی حکومت قائم کریں - خود اسی میں اس پورے ملک کی آزادی کا راز مضمر ہے اس نصب العین کے حصول کے لیے انھوں نے اپنا پروگرام بھی تحریر فرمایا ہے اور اس امر پر خاص طور

پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں میں احساس خودی پیدا کیا جائے۔

ہم موصوف کے اس خیال سے متفق نہیں ہیں کہ آنحضرت صلعم نے مدینہ میں یہودیوں کو ملا کر مخلوط قومیت کی تعمیر کا تجربہ کیا تھا۔ معاہدہ کے بعض الفاظ سے یہ دھوکہ ضرور ہوتا ہے لیکن دراصل یہ محض لفظی اشتراک ہے ورنہ زمانہ حال کی قومیت کے مفہوم کو اس تصور سے دور کا بھی واسطہ نہیں جس کے تحت آنحضرت صلعم نے یہودیوں سے تحالف کیا تھا۔ یہ تحالف قومیت اور ملیت کا اتحاد نہ تھا بلکہ دو قوموں اور ملتوں کا ایک مشترک دشمن کے مقابلہ میں دفاعی معاہدہ تھا اور بس۔

مولف موصوف کو "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ تحریک "دارالاسلام" کے اصول و مقاصد اور اس کے نصب العین کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس وقت انھیں اندازہ ہوگا کہ ہمارا مطمح نظر موصوف کے پیش کردہ نصب العین سے پست نہیں، بلند ہی ہے۔ ان کے اسلوب تحریر سے صاف طور پر مترشح ہوتا ہے کہ وہ ابھی تک ہندوستان میں "مسلمانوں" کی حکومت قائم کرنے کے تخیل سے آگے نہیں بڑھے ہیں، اور غالباً یہی وجہ ہے کہ انھوں نے خاکسار تحریک کو موجودہ تحریکات سیاسیہ میں سب سے غنیمت اور قابلِ قبول قرار دیا ہے۔ بخلاف اسکے دارالاسلام کی تحریک کا مقصد "مسلمانوں کی حکومت" نہیں بلکہ قرآن یا اسلام کی حکومت یعنی خلافت الٰہی کا قیام ہے۔ ع

شتان ما بینہما۔

اس میں شک نہیں کہ "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" میں جو نصب العین پیش کیا گیا ہے وہ اس سے فروتر ہے۔ لیکن یہ دراصل اپنے اندر ایک خاص مصلحت اور حکمت رکھتا ہے۔ مریض کو اگر اس کی قوت سے زیادہ قوی دوا دیدیجئے تو وہ اگر فی نفسہ تریاق بھی ہوگی تو زہر بن جائیگی۔ ہندی مسلمان کی ذہنی فرومایگی کا لحاظ کیے بغیر اس کے سامنے کوئی نصب العین رکھنا ہمارے خیال میں خلافِ دانش ہے۔ اس لیے سر دست جمہور مسلمین کے سامنے تو ہم وہی نصب العین رکھنے پر مجبور

ہیں۔ہاں جنھیں اللہ تعالیٰ نے نگاہ بلند اور فکر عزیمت آزما پہلے سے دے رکھی ہے، ان کے لیے دارالاسلام کی تحریک موجود ہے۔جب عوام الناس اپنے مقصود کی پہلی منزل طے کرلیں گے اس وقت وہ بھی خود بخود اسی مرکز پر آجائیں گے۔

رہ گیا مسلمانوں کے بنیادی مرض کی تشخیص اور اس کے واقعی علاج کے متعلق موصوف کا ریمارک، سو ہمارے خیال میں ان کا اختلاف نزاع لفظی سے زیادہ نہیں۔جس چیز کو وہ احساس خودی کے نام سے پکارتے ہیں، اگر اس احساس خودی سے مراد اسلامی احساس خودی ہے تو یقیناً اس کے حصول کا اس کے علاوہ کوئی اور ذریعہ ہے ہی نہیں کہ عام مسلمانوں میں صحیح اسلامی روح اور قرآنی تعلیمات کی اشاعت کی جائے۔اور انھیں بتایا جائے کہ مسلمان کسے کہتے ہیں اور اسلام کیا چاہتا ہے؟ اور اگر اس احساس خودی سے مراد وہ "قومی خودی" کا احساس ہے جو ہٹلر اور مسولینی میں پایا جاتا ہے تو بلا شک و ریب اسکو اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔

فاضل مصنف کا انداز بیان بہت ہی شگفتہ اور دلآویز ہے۔مگر افسوس ہے کہ بعض مقامات پر ان کا قلم جھنجھلا کر نہایت درشت لب و لہجہ اختیار کرلیتا ہے۔

ہم اپنے ناظرین کو مشورہ دیں گے کہ وہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔کتاب ہر حیثیت سے قابلِ قدر اور مفید ہے۔

قرآن پاک اور ہماری سیاست تالیف غلام مصطفےٰ صاحب سکریٹری مسلم لیگ (موضع تالاب ضلع پٹنہ) گذشتہ دنوں مولانا ابوالکلام آزاد نے کانگریس کی حمایت میں مسلمانوں کو ایک پیام دیا تھا۔اس مختصر سے پمفلٹ میں مولف نے مولانا کے خیالات اور ان کے استدلالات کی تضعیف کی ہے اور مسلمانوں کو قرآن کی طرف رجوع کرنے کی رغبت دلائی ہے۔آخر میں کسی نامعلوم الاسم مسلمان کا "تصدیق خیالات از یک مسلم" کے عنوان سے ایک مضمون ہے۔جس میں اسی مدعا کی